بحث و نظر

اسلام کا نظریہ کفو و غیر کفو

تحریر : پروفیسر شمس الدین
(صدر شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ ڈگری کالج چیچہ وطنی)

کفاءت (برابری) کیا ہے ؟

''کفاءت'' کے لغوی معنی برابری کے ہیں، کافاہ او ساواہ (۱)۔ دربار رسالت ﷺ کے مشہور شاعر حضرت حسان بن ثابتؓ کا ایک مصرعہ ہے۔

وروح القدس ليس له كفاء (۱) (اور روح القدس کا کوئی برابر نہیں ہے)

قرآن مجید میں بھی ''کفو'' اسی معنی میں استعمال ہوا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے :

ولم يكن له كفوا احد (اور اس کا کوئی ہم سر نہیں ہے)

لیکن فقہاء کے ہاں ''کفاءت'' ایک خاص اصطلاح ہے جس کا مفہوم ہے :

مساوات الرجل للمراة او كون المرء ة ادنى (۲)

یعنی مرد عورت کے برابر ہو یا اس سے فائق ہو۔

اور مقصود یہ ہے کہ جس سے رشتہ کیا جا رہا ہو، وہ ایسا نہ ہو کہ خود لڑکی یا اس کے اقرباء اور اولیا کیلئے یہ رشتہ باعث ننگ و عار ہو کہ یہ بات مستقبل میں تعلقات کی ناپائیداری اور ناسازی کا موجب بن سکتی ہے۔ (۳)

قرآن مجید میں اگرچہ صراحتاً کہیں اس مسئلہ کا ذکر نہیں، لیکن :

يايها الناس انا خلقنكم من ذكر وانثى (۳)

(یعنی اے لوگو ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور ایک ہی عورت سے پیدا کیا)

کے شان نزول کے سلسلے میں مختلف روایات نقل کی گئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت مسئلہ کفاءت ہی کے سلسلے میں نازل ہوئی ہے۔احادیث میں گو کفاءت کا ذکر ہے، مگر اس سلسلے میں جو روایات منقول ہیں وہ بھی بالعموم ضعف سے خالی نہیں ہیں۔

۱۔ حضرت علیؓ سے مرفوع روایت مروی ہے کہ غیر شادی شدہ لڑکی کے لئے "کفو" رشتہ مل جائے تو تاخیر نہ کرو۔

والایم اذا وجبت لھا کفوا

امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اسکی سند متصل نہیں ہے، ما اری اسنادہ متصلا (۴)

۲۔ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ اپنے نطفہ کے لئے بہتر رشتہ کا انتخاب کرو۔اور کفو سے ان کا نکاح کرو،

تخیروا لنطفکم وانکحوا الکفاء

مگر یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

۳۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

عورتیں کفو سے ہی بیاہی جائیں۔

لاتنکحوا النساء الا الاکفاء

یہ روایت دار قطنی کی ہے اور ضعیف ہے (۵)

مصنف عبدالرزاق میں حضرت عمرؓ کے بعض آثار "کفاءت" کے سلسلے میں نقل کئے گئے ہیں، مگر وہ بھی پایہ صحت کو نہیں پہنچتے (۶) غالباً اسی لئے امام شافعیؒ نے ان احادیث کے بجائے کفاءت کے ثبوت کے لئے حضرت بریرہؓ کے "خیار عتق" کے واقعے سے استدلال کیا ہے۔(۷) اور آزاد ہونے کے بعد ان کو فسخ نکاح کا اختیار دینے کی وجہ اسی عدم برابری کو قرار دیا ہے کیونکہ ان کی تحقیق کے مطابق حضرت بریرہؓ کی آزادی کے وقت ان کے شوہر حضرت مغیث غلام تھے اور غلام آزاد عورت کا کفو نہیں ہو سکتا۔(۸)

تاہم اگر بہت سے ائمہ مجتہدین کے تسلیم کر لینے کی وجہ سے "کفاءت" کی روایت کو تسلیم کر لیا جائے تو اصل مسئلہ یہ ہے کہ کن امور میں کفاءت کا اعتبار ہوگا؟ مجموعی حیثیت

سے فقہاء نے ۹ امور میں کفاءت کا اعتبار کیا ہے۔

(۱) نسب و خاندان، (۲) آزادی، (۳) اسلام یعنی خاندانی مسلمان ہونا، (۴) دیانت و تقویٰ، (۵) مال اور معاشی سطح، (۶) حسب و خاندانی وجاہت، (۷) صنعت و حرفت اور پیشہ، (۸) عیوب سے محفوظ ہونا (۹) عقل۔

ان کی مزید تفصیل درج ذیل ہے۔

ا۔ دین میں برابری

چنانچہ امام ابو بکر الکاسانی لکھتے ہیں :

اخلاق و دیانت میں کفاءت سے مراد یہ ہے کہ فاسق و فاجر مرد، صالح اور نیک عورت کا کفو نہیں ہو سکتا،

حتی لو ان امراة من بنات الصالحین اذ زوجت نفسها من فاسق کان للاولیاء حق الاعتراض لان التفاخر بالرین احق من التفاخر بالنسب(۹)

یعنی یہاں تک کہ اگر صالحین کے خاندان کی کوئی عورت اپنا نکاح کسی فاسق شخص سے کرلے تو اولیاء کو اعتراض کا حق ہوگا۔اس لئے کہ دین داری نسب اور خاندان سے زیادہ باعث تفاخر ہے۔

ایک اور روایت میں ہے :

اذا اخطب الیکم من ترضون دینه و خلقه فزوجوه الا تکن فتنة فی الارض و فساد عریض.(۱۰)

یعنی تمہارے ہاں جب کوئی ایسا شخص پیغام نکاح دے جس کی دینی اور اخلاقی حالت تمہارے نزدیک پسندیدہ ہے تو قبول کرلو اور نکاح کردو اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں یہ بڑے فتنہ و فساد کا باعث بن جائے گا۔

اس بارے میں صرف امام محمد کا قول نقل کیا گیا ہے جو اختلافی ہے۔ امام محمد کے نزدیک دین امور آخرت میں سے ہے اور نکاح وغیرہ معاملات دنیا میں سے ہے،لہذا دین میں کفاءت کا اعتبار نہ ہوگا، لیکن اس دلیل کا سقم محتاج اظہار نہیں۔ اسلام کی نگاہ میں نکاح بھی منجملہ اعمال آخرت کے ہے، یہی وجہ ہے کہ مشرک سے نکاح کو منع کیا گیا ہے اور فقہاء نے

بعض حالات میں اہل کتاب عورتوں سے نکاح کرنے کو بھی مکروہ قرار دیا ہے۔

تاہم امام محمد کے نزدیک بھی اگر مرد کا فسق اس درجہ بڑھا ہوا ہو کہ لوگ اس سے تمسخر واستہزاء کرتے ہوں تو اس صورت میں نکاح درست نہیں ہوتا :

الااذا کان یصفح ویسخر او یخرج الی الاسواق سرا ویلعب به الصبیان لا نه مستخف به (۱۱)

اسی طرح جو شخص اعلانیہ شراب پیتا ہو وہ بھی صالحہ عورت کا کفو نہیں ہو سکتا :

وان کان یعلن ذالك فلا قیل وعلیه الفتوی (۱۲)

(اور وہ اگر اس کا اعلان کرتے ہوں تو نکاح جائز نہیں، اسی پر فتویٰ ہے)

لیکن فسق کے باوجود اگر زمام اقتدار کسی شخص کے ہاتھ میں ہو تو وہ صالحہ کا کفو ہوگا، کاسانی کہتے ہیں :

فان کان ممن حجاب منه امیراً فقالا یکون کفو لان هذا الفسق لا یعدشیئاً فی العادة فلا یقدح فی الکفاء ة (۱۳)

یعنی اگر وہ ایسا شخص جس کی ہیبت محسوس کی جاتی ہو، مثلاً امیر ہو تو صاحبین نے کہا کہ وہ صالحہ کا کفو ہوگا، اس لئے کہ یہ فسق عادتاً قابل شمار نہیں ہوتا، لہٰذا یہ کفاءت میں مانع نہیں ہوگا۔

۲۔ آزادی میں ہم پلہ ہونا

اکثر فقہاء کے نزدیک آزادی اور غلامی ان امور میں سے ہے جن میں کفاءت معتبر ہے، ابن قدامہ کا بیان ہے :

فاما الحریة فالصحیح انها من شروط الکفاء ة فلایکون العبد کفواً للحرة (۱٤)

یعنی صحیح یہ ہے کہ آزادی بھی من جملہ اسباب کفاءت کے ہے لہٰذا غلام آزاد کا کفو نہ ہوگا۔

فقہاء نے اس کی تفصیل یوں بیان کی ہے۔ غلام ایسی عورت کا جو خود بھی آزاد ہو، اس کا باپ بھی ایسا مرد ہو جو خود آزاد ہو، اور اس کا باپ آزاد نہ ہو غلام ہو، نیز ایسی عورت کا

جس کے باپ اور دادا دونوں آزاد ہوں، ایسا مرد جو خود اور اس کا باپ آزاد ہو اور دادا غلام، کفو نہیں ہو سکتا۔(۱۵) البتہ آزادی اور غلامی میں کفاءت کا اعتبار صرف عجمیوں کے درمیان ہے۔

البحرالرائق میں ہے :

الحرية والا سلام فهما معتبران فی حق العجم . (١٦)

اب آزادی اور غلامی کا مسئلہ قصہ ماضی کی حیثیت اختیار کر چکا ہے، اس لئے مزید وضاحت کی ضرورت نہیں۔

۳۔ معاشی سطح پر برابری

مال میں کفاءت کا اعتبار کیا گیا ہے، عام طور پر فقہاء نے اسی حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں مذکور ہے کہ فاطمہؓ بنت قیس کو حضرت معاویہؓ نے نکاح کا پیغام دیا اور انہوں نے آپ سے مشورہ کیا تو آپ ﷺ نے ان کی مفلوک الحالی کا ذکر کیا اور حضرت اسامہؓ سے نکاح کا مشورہ دیا۔

امامعاوية فصعلوك لا مال له (١٧)

نیز آپ سے نقل کیا گیا کہ مال ہی حسب ہے الحسب المال (۱۸A) اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ سماج اور عرف عام میں مال دار کو عزت واحترام کی نظر سے اور مفلس و قلاش کو کم نگاہی کے ساتھ دیکھا جاتا ہے۔

لا ن ذالك معدود نقصا فی عرف الناس(۱۸B)

(یعنی عرف عوام میں اسے کمزور تصور کیا جاتا ہے)

مال میں کفاءت کے امام ابو حنیفہؒ قائل ہیں، امام شافعیؒ اور امام مالکؒ، اس کے قائل نہیں۔امام احمدؒ سے بھی دو روایتیں ہیں۔(۴) فقہاء احناف میں امام ابو یوسف کا اختلاف نقل کیا گیا ہے، اس لئے کہ مال آنی جانی چیز ہے، جس کو قرار نہیں۔

لا نه لاثبات له اذا المال غادر و رائح (۵)

نیز اس لئے کہ فقر گو عرف میں معیوب سمجھا جاتا ہے، لیکن دین کی نگاہ میں یہ شرف و عزت ہے۔اس لئے آپ ﷺ نے اپنے لئے اس کی دعا فرمائی۔

اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا (۱۹)

(اے اللہ مجھے مسکین کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکین کی حالت میں مجھے وفات دے)

پھر جن لوگوں نے مال میں کفاءت کا اعتبار کیا ہے۔ ان کے یہاں بھی اس کی تفصیل میں اختلاف ہے۔ احناف کے یہاں مشہور اور مفتی بہ قول یہ ہے کہ دونوں کی معاشی سطح میں یکسانیت ضروری نہ ہوگی، بلکہ اگر مرد مہر مثل ادا کرنے پر قادر ہو اور نفقہ دے سکتا ہو تو متمول ہے اور متمول خاندان کا کفو ہوگا۔

والمعتبر فیه القدرة علی مهرمثلها ولا تعتبر الزیادة علی ذالك حتی ان الزوج اذا کان قادر علی مهر مثلها یکون کفا لها وان کان لا یُساویها فی المال (۲۰)

یعنی اس میں اعتبار مہر مثل میں قدرت کا ہے، اس میں اس سے زیادہ کا اعتبار نہیں۔ اگر شوہر کسی عورت کا حق ادا کر سکتا ہے لیکن معاشی اعتبار سے اس کا ہم پایہ نہ ہو تو بھی وہ اس کا کفو شمار ہوگا۔

مگر معلوم ہوتا ہے کہ حالات زمانہ کے تحت فقہاء نے بتدریج اس میں مزید نرمی پیدا کی ہے، چنانچہ حصکفی نے اس بات کو کافی قرار دیا ہے کہ مہر کے اتنے حصہ کی ادائیگی پر قادر ہو جو عام طور پر بہ عجلت ادا کیا جاتا ہے، اس کے علاوہ ایک ماہ کا نفقہ ادا کر سکتا ہو اور اگر صنعت پیشہ ہو تو روز کا نفقہ ادا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ (۲۱)

شامی کا بیان ہے کہ زیلعی نے بعض حضرات سے مزید سہولت نقل کی ہے کہ اگر مہر کی ادائیگی پر قادر نہ ہو تاہم نفقہ ادا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو تو یہ بھی کفاءت کے لئے کافی ہوگا۔ (۲۲)

جبکہ امام ابو بکر اسکاف کی رائے ہے کہ صرف مہر و نفقہ پر قدرت کافی نہیں ہے، بلکہ یہ بات بھی ضروری ہے کہ مرد کی معاشی سطح عورت کی معاشی سطح سے بہت زیادہ متفاوت نہ ہو، مجتبی میں اس قول کی نسبت امام ابو حنیفہ کی طرف کی گئی ہے:

اذا کان للرجل عشرة آلاف درهم یریدان یتزوج امراة لها مائة الف و اخوها لا یرضی بذالك قال لاخیها ان یمنعها من

ذالك (۲۳)

یعنی اگر کوئی مرد جس کو دس ہزار درہم حاصل ہوں ایسی عورت سے نکاح کرنا چاہے جو ایک لاکھ درہم کی مالکہ ہو اور لڑکی کا بھائی اس پر راضی نہ ہو، تو اس کو حق ہے کہ اپنی بہن کو اس نکاح سے روک دے۔

موجودہ زمانے میں شادی بیاہ میں معاشی حیثیت اور سطح نے جو اہمیت حاصل کر لی ہے اور جس طرح اکثر اوقات یہ چیز ازدواجی زندگی میں تلخی اور احساس کمتری و برتری کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ معاشی سطح اور معیار میں اگر غیر معمولی تفاوت ہو تو کفاءت کا اعتبار کیا جانا چاہئے۔

۳۔ جسمانی صحت میں برابری

فقہاء شوافع کے نزدیک کسی صحت مند عورت کا کفو وہی مرد ہو سکتا ہے جو جسمانی اعتبار سے سنگین قسم کے نقص سے خالی ہو جیسے جنون، جذام، برص، اور بعض فقہاء نے اس کو کفاءت فی المال سے تعبیر کیا ہے۔

والحال وهو ان يكون الزوج سالهماً من العيوب الفاحشة (٢٤)

جیسا کہ ذکر کیا گیا کہ اس کے قائل صرف شوافع ہیں، لیکن دوسرے فقہاء نے اس کو کفاءت کی اساس نہیں قرار دیا اور اسے نکاح کے لزوم کے لئے ضروری نہیں مانا ہے کہ وہ ان عیوب سے خالی ہو لیکن مالکیہ (۲۵) اور حنابلہ (۲۶) نے بھی ان امراض کی بنا پر عورت کو اس بات کا حق دیا ہے کہ وہ اس مرد سے تفریق کا مطالبہ کرے۔امام ابو حنیفہ کے یہاں تو نامردی اور "جب" کے سوا دوسرے امراض و عیوب کی بنا پر عورت تفریق کا مطالبہ نہیں کر سکتی، لیکن امام محمد کا مسلک وہی ہے جو مالکیہ اور حنابلہ کا ہے اور اسی پر فتوی ہے۔اہم اختلاف اس بات میں رہ جاتا ہے کہ شوافع کے یہاں مرد میں ایسے عیوب پائے جانے کی صورت میں عورت کے سوا خود اس کے اولیاء بھی تفریق کا مطالبہ کر سکتے ہیں، کیونکہ ان کے نزدیک یہ مسئلہ کفاءت سے متعلق ہے اور کفاءت صرف عورت ہی کا نہیں بلکہ اولیاء کا بھی حق ہے، جبکہ دوسرے فقہاء کے نزدیک تفریق کا مطالبہ صرف عورت ہی کر سکتی ہے، اولیاء نہیں کر سکتے۔

ولکنھاتثبت الخیار للمراۃ دون الاولیاء (۲۷)

۵۔ عقل و شعور میں ہم پلہ ہونا

کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض فقہاء کے نزدیک "عقل" میں بھی کفاءت کا اعتبار ہے۔ یعنی ایک سفیہہ، معتوہ یا پاگل ایسی عورت کا کفو نہیں ہو سکتا جو "عاقل" یعنی عقل کے اعتبار سے متوازن ہو۔ ہر چند کہ اس کی صراحت نہیں ملتی کہ کون لوگ ہیں جو عقل میں کفاوت کے قائل ہیں، لیکن فقہی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خود فقہاء احناف میں بھی اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ شامی نے قاضی خاں سے نقل کیا ہے کہ اس مسئلہ میں متقدمین سے تو کچھ منقول نہیں، لیکن متاخرین کے درمیان اس کے معتبر ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف ہے۔(۲۸)

ابن نجیم مصری کہتے ہیں کہ اس میں کفاءت کا اعتبار نہیں، لہٰذا پاگل آدمی ایک صحیح العقل عورت کا کفو نہیں ہو سکتا۔ تاہم مشائخ کے درمیان اس میں اختلاف ہے۔

۶۔ خاندان میں برابری

عام فقہاء کے یہاں نو مسلم عام مسلمانوں کے کفو نہیں، عرب ہوں یا عجم، ابن قدامہ کا بیان ہے:

من اسلم او عتق من العبید فھو کفو لمن له ابوان فی الاسلام و الحریة وقال ابو حنیفة لیس بکفاء ة من لیس صحیح فان الصحابة اکثر ھم اسلموا وکانوا افضل الامة فلا یجوز ان یقال انھم غیر الکفاللتا بعین (۲۹)

نو مسلم اور آزاد ایسے شخص کا کفو ہے جو دو پشتوں سے مسلمان اور آزاد ہو۔ امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اسکا کفو نہیں ہے اور یہ صحیح نہیں، اس لئے کہ اکثر صحابہ نو مسلم تھے جو اس امت کے سب سے افضل لوگ تھے۔

عربوں کے بارے میں احناف بھی متفق ہیں کہ ان کے درمیان نو مسلم اور قدیم الاسلام افراد برابر ہیں اور ایک دوسرے کے کفو ہیں، لیکن عجمیوں کے بارے میں تفصیل ہے کہ جس شخص نے خود اسلام قبول کیا ہو اور اس کے والدین کافر ہوں، اور جس کے والدین

کافر ہوں اور خود مسلمان ہو وہ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک ایسے شخص کا کفو نہیں جس کے خاندان میں دو پشتوں سے اسلام ہو، البتہ ایسا شخص جس کے یہاں دو پشت سے اسلام ہو یعنی باپ اور دادا دونوں مسلمان ہوں وہ تمام مسلمانوں کا کفو ہے چاہے وہ پشت ہا پشت سے مسلمان ہو۔(۳۰)

حقیقت یہ ہے کہ اس مسئلہ کے لئے کتاب و سنت میں کوئی مضبوط یا کمزور دلیل نہیں صراحت تو کجا اشارۃً بھی کوئی نص اس پر دلالت نہیں کرتی۔ اس میں فقہاء نے سماج اور سوسائٹی کے مزاج و مذاق کو زیادہ پیش نظر رکھا ہے اس لئے الکاسانی لکھتے ہیں کہ ایسی آبادی جہاں قریبی زمانہ میں ہی اسلام ہو اور نو مسلم ہونا عیب نہ سمجھا جاتا ہو وہاں کسی کے لئے یہ حکم نہ ہو گا۔

فاما اذا كان فى موضع كان عهدالا سلام قريباً بحيث لا يعيب بذالك ولا يعد عيباً يكون يعفهم كفاء لبعضهم لان التعيين اذا لم يجبربذالك ولم يعد عيباً لم يلحق الستين والنقيصه والا يتحقق الضرر (۳۱)

اگر ایسی جگہ ہو جہاں قریبی زمانہ میں اسلام آیا اور وہاں نو مسلم ہونا باعث عار اور عیب نہ سمجھا جاتا ہو تو وہاں لوگ باہم ایک دوسرے کے کفو ہوں گے کیونکہ یہاں یہ عیب نہیں شمار کیا جاتا ہے نہ عیب کا باعث ہو گا اور نہ ضرر متحقق ہو گا۔

۷۔ صنعت و حرفت میں برابری

فقہاء نے کفاءت کی ایک اساس ذریعہ معاش اور پیشہ کو بھی قرار دیا ہے۔ امام احمد سے اس سلسلے میں دو اقوال منقول ہیں (۴۳) امام ابو حنیفہ کا قول مشہور یہی ہے کہ صنعت و حرفت اور پیشہ معاش میں کفاءت کا اعتبار نہ ہو گا۔

المروى عن ابى حنيفه ان ذالك غير معتبر اصلا

قاضی ابو یوسف کے نزدیک ایسے پیشے کے لوگ، جن کے پیشوں کو حقیر سمجھا جاتا ہے، دوسرے پیشہ کے لوگوں کے کفو نہیں ہو سکتے فقہاء نے اس کی تفصیل اس طرح نقل کی ہے کہ ایک ہی پیشہ کے لوگ باہم ایک دوسرے کے کفو ہیں، اسی طرح دو مختلف پیشوں کے

لوگ جن میں زیادہ فرق نہ ہو وہ ایک دوسرے کے کفو متصور ہوں گے۔

ان الحرف متی تقارب لا یعتبر التفاوت (۳۳)

چنانچہ جلاہا، حجام (پچھنے لگانے والے) چمڑے کی صفائی کا کام کرنے والے (دباغ) جاروب کش اور پیتل کا کام کرنے والے لوہار کے کفو ہو سکتے ہیں، اسی طرح کپڑا فروش رنگریز کے اور رنگریز دوا فروش کے کفو ہو سکتے ہیں۔(۱) جہاں پیشوں میں بہت فرق ہو وہاں کم تر پیشہ والے اعلیٰ پیشہ کے لوگوں کے کفو نہ ہوں گے، چنانچہ جلاہے، جاروب کش اور حجام وغیرہ کپڑوں اور ادویہ کے تاجروں کے کفو نہ ہوں گے، احناف کے ہاں اسی پر فتویٰ ہے۔

قال شمس الائمة الحلوانی وعلیه الفتوی (۳٤)

گورنمنٹ کے اعلیٰ افسران و ملازمین کے کفو، درجہ چہارم کے ملازمین نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ فراش، دربان وغیرہ کو تاجر کا کفو نہیں مانا گیا ہے۔ بخلاف دوسرے ملازمین کے، اسی طرح اساتذہ و اسکالرز کا شمار اعلیٰ پیشہ میں ہے۔ چنانچہ ایسے لوگوں کو فرمانروائے وقت کا کفو مانا گیا ہے۔

وینبغی ان من له وظیفة تدریس او نظر یکون کفوالبنتَ الا میر بمصر (۳۵)

فقہاء متقدمین کی عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ پیشوں میں وہ دینی و شرعی قباحتوں کو بھی ملحوظ رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حصکفی نے ظالم حکمرانوں کے ساتھ لگ کر روزی کا سامان بہم پہنچانے والوں کو سب سے ذلیل اور خسیس اصحاب پیشہ شمار کیا ہے:

واما اتباع الظلمة فاخس من الکل (۳٦)

ابن نجیم نے بھی تعبیر کے کچھ فرق کے ساتھ یہی بات نقل کی ہے، اور کہا ہے کہ ایسے لوگوں کو "شاکری" اور "تابع" کہا جاتا ہے۔ یہ گو صاحب وجاہت اور صاحب مال ہوں پھر بھی ان کو خسیس ہی سمجھا جائے گا۔

اسی طرح یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ اگر کوئی خاندان ایک ذریعہ معاش رکھتا ہو پھر اسے بدل لیا ہو مثلاً کوئی حائک ہو بعد میں تاجر ہو گیا تو اب وہ تاجروں کا کفو متصور ہو گا:

فلو کان دباغا اولا ثم صار تاجراً ثم تزوج بنت تاجر اصل ینبغی ان یکون کفواً (۳۷)

ابن نجیم نے لکھا ہے کہ اگرچہ کسی انسان کے لئے کسی پیشہ کا چھوڑنا ممکن ہے، لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ پیشہ کی وجہ سے جو "عار" لگی رہتی ہے وہ اس سے نجات نہیں پاسکتا، ایسی صورت میں اسے دوسرے اعلیٰ لوگوں کا کفو نہیں ہونا چاہئے۔

شامیؒ نے اس کے لئے لکھا ہے کہ اگر اس کو سابقہ پیشہ چھوڑے ہوئے اتنا عرصہ گزر جائے کہ وہ نسیا منسیا ہو جائے اور لوگوں کے ذہن میں اس کی تحقیر باقی نہ رہے تو اب اس کے ساتھ پیشہ کی دناءت کا لحاظ نہیں کیا جانا چاہئے:

وان تناسی امرها تتقادم زمانها كان كفوا لكان حسنةً (۳۸)

اب ہم ان دلائل کی طرف آتے ہیں جو ذریعہ معاش اور صنعت و حرفت میں کفاءت کا اعتبار نہ کرنے والوں اور کرنے والوں کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں۔

جو لوگ اس میں کفاءت کے قائل ہیں ان کے پاس ایک دلیل وہ حدیث ہے کہ:

الموالی بعضهم اكفاء لبعض قبيلة بقبيلة رجل برجل الا حائك او الحجام (۳۹)

عجم سب ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ ایک خاندان دوسرے خاندان کا اور ایک شخص دوسرے شخص کا سوائے بنکر اور پچھنا لگانے والے کے۔

بیہقی شوکانی وغیرہ نے اس حدیث پر گفتگو کی ہے اور اس کی ہر سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ابن ابی حاتم نے اپنے والد سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا یہ بے اصل جھوٹ ہے۔ امام ابو حنیفہ کا اس حدیث کے بارے میں بیان ہے کہ یہ شاذ ہے۔ امام احمدؒ کو بھی اس حدیث کا ضعف تسلیم ہے، مگر وہ حرفت میں کفاءت کو ثابت کرنے کے لئے عرف کا سہارا لیتے ہیں۔ (۴۰)

ان کی دوسری دلیل یہ ہے کہ عرف میں صنعت و حرفت میں بعض کم تر اور بعض کو برتر سمجھا جاتا ہے پس پیشہ کی دناءت بھی نسب کی دناءت سمجھی جائے گی:

لان ذالك نقص من عرف الناس فاشهر نقص النسب . (٤١)

امام ابو حنیفہ کی طرف سے جو دلیل اہل علم نے نقل کی ہے اس میں اس دلیل کا جواب بھی موجود ہے۔ کاسانی نے امام ابو حنیفہ کی دلیل اس طرح نقل کی ہے:

لانه ليس بامر لازم واجب الوجود الاترى انه يقدر على تركها (٤٢)

یعنی یہ کوئی لازمی اور انسانی وجود کے ساتھ ہمیشہ لگی رہنے والی بات نہیں، بلکہ وہ اس کے ترک کر دینے پر قادر ہے۔

اس بارے میں امام ابو حنیفہ کی رائے کو زیادہ قوی قرار دیا گیا ہے۔

بہر حال اب چونکہ موجودہ زمانہ کے عرف میں کافی تغیر آچکا ہے اور وہ پیشے جن کو حقیر و ادنیٰ قرار دیا گیا تھا وہ اب باقاعدہ صنعت کی صورت اختیار کر چکے ہیں۔ اب ان پیشوں سے منسلک لوگوں کو حقیر نہیں سمجھا جاتا، بلکہ سماج میں ان کو وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے مثلاً کپڑے کا کارخانہ لگانے والا یا جوتا سازی کے کارخانے لگانے والے کو حقیر نہیں سمجھا جاتا۔ اس لئے اس دیوار کو اب ختم ہو جانا چاہئے، فقہاء نے تو ٹیلر ماسٹر کو جو خیاطی کی تعلیم دیتا ہو تاجر کا کفو قرار دیا ہے، شامی لکھتے ہیں :

والظاهران نحو الخياط اذاكان استاذاً فيقبل الاعمال وله اجرا يعملون له يكون كفوأ لبنت البزاز و التاجرفى زماننا...... اما لو كان استاذله اجر فليس فى زماننا نقص من البزاز و العطار (٤٣)

ظاہر ہے کہ ایسے خیاط جو استاذ ہوں کاموں کو قبول کرتے ہوں اور ان کے مزدور ہوں جو ان کے لئے کام کرتے ہوں وہ ہمارے زمانہ میں بزاز اور تاجر کا کفو ہوگا، کیونکہ ایسا شخص ہمارے زمانے میں عطار اور کپڑا فروش سے کم تر نہیں سمجھا جاتا۔

۸۔ نسب میں برابری

امام ابو حنیفہ : امام شافعی اور ایک قول کے مطابق امام احمد بن حنبل کے نزدیک نسب میں بھی کفاءت معتبر ہے، یعنی قریشی غیر قریشی کا اور عربی عجمی کا کفو نہیں ہو سکتا۔ امام مالک احناف میں ابو الحسن کرخی، ابو بکر جصاص رازی، نیز سفیان ثوری، علامہ ابن حزم اور عام فقہاء نسب میں کفاءت کے قائل نہیں ہیں۔ جو لوگ نسب میں کفاءت کے قائل ہیں انہوں نے نسب کے اعتبار سے پوری دنیا کو تین درجات میں تقسیم کیا ہے۔

اول قریش یعنی وہ تمام عرب جن کا سلسلہ نسب نضر بن کنانہ سے ملتا ہے۔ (۱) ان

میں بنی ہاشم رسول اللہ ﷺ سے قرابت کی وجہ سے دوسروں سے فائق ہیں، لیکن نکاح میں وہ سب ایک درجہ کے ہیں، یہی وجہ ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم کو حضرت عمر کے نکاح میں دیا، حالانکہ وہ عدوی تھے، اس طرح کی اور بھی نظیریں موجود ہیں۔

(۲) دوسرا درجہ قریش کے علاوہ تمام عربوں کا ہے، وہ سب ایک دوسرے کے کفو ہیں، بعض فقہاء جیسے صاحب ہدایہ وغیرہ نے "ہوباہلہ" کے بارے میں کہا ہے کہ وہ عرب قبائل کے کفو نہیں ہے، مگر ابن نجیم اور ابن ہمام وغیرہ محققین کو اس سے اتفاق نہیں ہے۔

(۴۴) تیسرا طبقہ غیر عرب کا ہے، یعنی عجم میں جن کو فقہاء "موالی" کا نام دیتے ہیں، یہ سب ایک دوسرے کے کفو ہیں، ان میں مزید کوئی درجہ بندی نہیں ہے۔ امام احمد کا قول اس بارے میں بہت متعارض ہے، ایک روایت یہ ہے کہ خاندان میں کفاءت کا اعتبار نہیں، دوسری یہ ہے کہ قریش میں بھی عام قریش بنو ہاشم کے کفو نہیں ہو سکتے۔ تیسرا قول ہے کہ تمام عرب ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ اور تمام عجم ایک دوسرے کے۔ (۴۵)

اصل موضوع بحث دراصل مسئلہ کی یہی شق ہے جو لوگ کفاءت کے قائل ہیں ان کے دلائل حسب ذیل ہیں :

(۱) مسئلہ کفاءت میں کن امور کا اعتبار ہوگا؟ ان پر روشنی ڈالتے ہوئے کاسانی نے لکھا ہے :

والاصل فیہ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم قریش بعضھم اکفاء بعض (٤٦)

یعنی اس سلسلے میں اصل رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ قریش باہم ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ اسی روایت کو عام طور پر مشائخ احناف نے نقل کیا ہے۔

(۲) اس سلسلے میں دوسری روایت ابن قدامہ نے نقل کی ہے :

عن ابی اسحاق الھمدانی قال : خرج سلیمان و جریر فی سفرنا فیمأ الصلواۃ فقال جریر لسلیمان: تقدم انت فقال سلیمان : بل انت فانکم معشر العرب لا نتقدم علیکم فی صلواتکم ولا ننکح نساء کم ان اللہ فضلکم علینا بالنبی

صلی اللہ علیہ وسلم و جعلہ فیکم (۴۷)

ابو اسحاق ہمدانی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں : سلیمان و جریر ایک سفر میں ساتھ تھے۔ نماز ادا کی گئی تو جریر نے سلیمان سے کہا کہ آپ امامت فرمائیں، سلیمان نے کہا نہیں، آپ فرمائیں، اس لئے کہ آپ عرب ہیں، نہ ہم نماز میں آگے بڑھ سکتے ہیں اور نہ آپ کی عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے ذریعہ آپ کو ہم پر فضیلت عطا فرمائی ہے کہ عربوں میں ہی ان کو پیدا کیا۔

(۳) بعض حضرات نے اس سلسلے میں ایک استدلال یہ بھی کیا ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر جب بعض اہل مکہ مقابلہ کو باہر نکلے اور مسلمانوں کو للکارا تو ادھر سے ایک انصاری تشریف لے گئے۔ اہل مکہ نے کہا کہ ہم ان سے نہیں لڑیں گے۔ ہمارے مقابلہ کے آدمیوں کو بھیجو۔ آپ ﷺ نے حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ وغیرہ کو بھیجا، پس جب میدان جنگ میں بھی کفاءت کا اعتبار کیا گیا تو نکاح جیسے رشتہ میں، جس میں لڑکی اپنے آپ کو گویا سر تاپا مرد کے ہاتھ فروخت کر دیتی ہے، بدرجہ اولیٰ کفاءت کا اعتبار ہوگا۔ (۴۸)

(۴) ان کے علاوہ اصل استدلال یہ ہے کہ رشتہ ازدواج کا مطلب دوام اور تعلق کا ثبات، شوہر کا احترام اور اس کے جائز احکام کی اطاعت، اور مرد کے لئے عورت کے ساتھ حسن سلوک ہے۔ اگر شادی میں کفاءت کا خیال نہ رکھا جائے، عورت احساس برتری میں مبتلا ہو اور اس کو شوہر کے ماتحت رہنے میں عار محسوس ہو، تو ظاہر ہے کہ دلوں کا جو قرب ہونا چاہئے وہ مفقود ہوگا اور اس طرح رشتہ نکاح کی وہ روح باقی نہ رہ سکے گی، جو شریعت کا اصل مقصود ہے۔ عام طور پر محققین نے اس رخ پر زیادہ زور دیا ہے۔ علامہ کاسانی فرماتے ہیں :

لان المصالح تختل عند علم الکفاء ة لا نھالا تحصل الا بالاستفراش والمراۃ تستنکف عن استفراش غیر الکفؤ تعیر بذالک فتختل المصالح ولان الزوجین بینھما مباسطات فی النکاح لا یبقی النکاح بدون تحملہ عادۃ،

والتحمل من غير كفؤ، امر صعب ينقل على الطبائع السليمة فلا يدوم النكاح مع عدم الكفاء ة فلزم اعتبار ها (٤٩)

کفاء ت نہ ہو تو نکاح کی مصلحتوں میں خلل پیدا ہو تا ہے، کیونکہ یہ مصلحتیں اسی وقت حاصل ہو سکتی ہیں جب عورت مرد کا فراش بنے اور عورت غیر کفو کا فراش بننے سے نفرت کرتی ہے اور اسے باعث عار سمجھتی ہے، چنانچہ مصالح نکاح میں خلل پیدا ہو تا ہے، اور اس لئے کہ زوجین کے درمیان نکاح میں جن کو برداشت کئے بغیر عادۃً رشتہ نکاح باقی اور پائیدار نہیں ہو سکتا اور غیر کفو سے اس کا گوارہ کرنا ایک مشکل بات ہے جو طبائع سلیمہ پر گراں گزرتا ہے، لہذا کفاءت نہ ہونے کے باعث نکاح میں پائیداری نہیں رہ سکتی، اس لئے اس کا اعتبار کرنا ضروری ہے۔

بہر حال کفاءت کا اعتبار تو روایات سے ثابت ہے اب کفاءت کا اعتبار کن امور میں ہوگا۔ یہ زمانہ کے حالات، لوگوں کے طرز فکر اور معاشرتی مصالح کو دیکھتے ہوئے اس کا فیصلہ کیا جائے گا اور اس حیثیت سے جب ہم اپنے معاشرہ پر نگاہ دوڑاتے ہیں تو محسوس ہو تا ہے کہ ''نسب'' کی اہمیت اور نسبی فضیلت اور کمتری کا احساس نکاح کے مقصود اور میاں بیوی کے تعلقات پر عمیق اثر رکھتا ہے۔

اذا ثبت اعتبار الكفاء ة بماقدمناه فيمكن ثبوت تفصيلها ايضاً بالنظر الى عرف الناس فيما يحقرونه ويعرفون به .(٥٠)

ترجمہ: جب میری گزشتہ باتوں سے فی الجملہ کفاءت کا معتبر ہونا ثابت ہو گیا تو اب تفصیلات کا ثبوت بھی ممکن ہے۔ اس طرح لوگوں کے عرف کو دیکھا جائے کہ کون سی باتیں انکے نزدیک حقارت و ننگ ہیں۔

۹۔ حسب میں برابری

حسب میں کفاءت کا تذکرہ بھی مختلف کتب فقہ میں ملتا ہے۔ حسب سے کیا مراد ہے؟ قاضی خان میں ہے۔

الحسب يكون كفواً اللنسب. (٥١)

(حسب والا، نسب والے کا کفو ہو گا)

حاشیہ چلپی میں ہے:

ویقال حسبه دینه (۵۲)

(کہا جاتا ہے کہ اس کا حسب اس کا دین ہے)

بحر الرائق میں ہے:

الحسب الذی له جاہ وحشمة و منصب (۵۳)

(حسب وہ ہے، جس کا مرتبہ حشمت اور منصب ہو)

فتح القدیر میں ہے:

"لان تعرف العلم فوق شرف النسب۔(۵۴)

(اس لئے کہ علمی تعارف نسبی تعارف سے بڑھ کر ہے)

مگر زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ حسب سے مراد وہ وجاہت ہے جو کسی خاندان یا فرد کو اس کے علم، عہدہ، حیثیت عرفی اور حکومت و اقتدار کی وجہ سے حاصل ہو جایا کرتی ہے۔

(جاری ہے)

واہ کینٹ میں مجلہ فقہ اسلامی

مدیر معاون جناب محمد اعظم چشتی صاحب سے حاصل کریں۔

مکان نمبر ۲۴، ایریا ۱۲جی (عقب مرکزی جامع مسجد) پی او ایف واہ کینٹ

مبارکباد

مجلّہ فقہ اسلامی کی اشاعت پر جناب پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز صاحب کو مبارکباد پیش کرتے ہیں

لاہور میں مجلّہ فقہ اسلامی اور ڈاکٹر شاہتاز صاحب کی تمام تالیفات ہمارے ہاں دستیاب ہیں۔

مکتبہ قادریہ نزد ستا ہوٹل داتا دربار مارکیٹ۔ لاہور